آسان زبان میں سوال جواب کی صورت میں

یکے از مطبوعات
شعبۂ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی بسلسلہ صد سالہ سال تشکر

"ہم مولوی صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا دردناک ذکر کرتے ہیں اور اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس قسم کا ایمان حاصل کرنے کے لئے دُعا کرتے رہیں کیونکہ جب تک انسان کچھ خدا کا اور کچھ دُنیا کا ہے تب تک آسمان پر اُس کا نام مومن نہیں۔"

(تذکرۃ الشہادتین صد ۴۶)

شعبہ اشاعت محترمہ ثریا مقبول صاحبہ حلقہ محمود آباد قیادت نمبر ا کا تہہ دل سے ممنون ہے۔ جن کے مالی تعاون سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ اور اُن کے شوہر و بچوں کی صحت و تندرستی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔
فجزاھا اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے مجھ جیسی عاجز اور ناکارہ کو صد سالہ جشنِ تشکر" کے موقع پر اس رنگ میں خدمت کا موقع دیا کہ حضرت سلطان القلم مسیح و مہدیؑ زمان (آپ پر آپ کی آل اور آپ کی جماعت پر سلامتی ہو) کی کچھ کُتب آسان الفاظ میں سوال وجواب کے انداز میں پیش کروں۔ آپ کا عِلم کلام وہ سرچشمہ آگیں مے ہے جس کے لئے رہتی دُنیا تک وضع وضع کے مینا وساغر ڈھالے جائیں گے۔ مقصد یہی ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ افراد اس سے روحانی لُطف حاصل کر کے معبود اور عبد کے درمیان فاصلوں کو کم کرتے چلے جائیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں "میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔"

(ازالہ اوہام ۳۰۳)

آپ کی گراں قدر کُتب کا مطالعہ ہم سب کی اوّلین ترجیح ہونی چاہیئے خدا تعالےٰ ہمیں ان خزائن سے کماحقہ استفادہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین

لجنہ کراچی نے صدسالہ جشنِ تشکر کے موقع پر کُتب کی اشاعت کا منصوبہ ترتیب دیا تو نقطۂ آغاز پر کھڑے ہوکر یہ سفر بہت کٹھن نظر آرہا تھا مگر حضرت سلطان القلم کی جماعت اور اصحاب کہف دالرقیم جیسا زمانہ غیر معمولی تائید و نُصرت کا سامان لایا اور ہم نے قدم قدم چلنا شروع کیا۔ خاکسار انتہائی عجز سے اپنی معاونات اور معاونین کے لئے خیر و برکت کی دُعا کی درخواست کرتی ہے۔ قارئین کرام نے ہماری کوششوں کو سراہا اور ہماری حوصلہ افزائی کی۔ ہمیں ہر گام پر آپ سب کی پُرخلوص دُعاؤں کی ضرورت ہے۔

اے خدا تو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتا رہ اور ہماری کوششوں کو شیریں ثمر عطا فرماتا رہ۔ آمین

خاکسار

امۃ الباری ناصر

سیکرٹری اشاعت

لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

تذکرۃ الشہادتین

سوال :- تذکرۃ الشہادتین میں حضرت بانی سلسلہ (آپ پر سلامتی ہو) نے اپنی تشریف آوری کی غرض کیا بیان فرمائی ؟

جواب :- تجدید دین یعنی ایمان کو تازہ کرنا اور خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اسی کے ہاتھ سے کشش سے دنیا کو اپنی اصلاح خدا کے خوف اور سچائی کی طرف لانا ۔ اعتقادات اور اعمال میں جو غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں اُن کو دور کرنا ۔ یہ سب فرائض مہدی کو بجا لانے تھے ۔ خدا تعالیٰ نے بتایا کہ مہدی اور مسیح آپ ہی ہیں ۔ صدا

سوال :- خدا تعالیٰ کے کلام میں کیا خاص بات تھی جس نے آپ کے دل میں یہ یقین پیدا کیا کہ مہدی اور مسیح قرار دینے والا سچا خدائے واحد ہی ہے ؟

جواب :- خدا تعالیٰ نے بار بار صاف الفاظ میں آپ کو مہدی و مسیح ہونے کی خبر دی ہر وحی فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی ۔ اس وحی میں مستقبل کی خبریں ہوتی تھیں جو بڑی صفائی سے پوری ہوتی تھیں ۔ معجزانہ رنگ میں پوری ہونے والی ان باتوں سے یقین ہو گیا کہ یہ وحی اسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے ۔ اس پر یقین میں اضافہ اس

طرح ہوا کہ وہ قرآن پاک کے عین مطابق تھی۔ صلا

سوال: موعود مہدی و مسیح کے لئے کون سے نشانات نمایاں طور پر پیش ہوئے؟

جواب: (۱) سورج اور چاند گرہن کا نشان جس کی خبر قرآن پاک اور گزشتہ نبیوں نے دی تھی۔

(۲) طاعون کا نشان جس کی خبر قرآن پاک میں موجود ہے اور گزشتہ نبیوں نے بھی دی تھی۔ صلا

سوال: ایسے الہامات لکھئے جن میں خدا تعالیٰ نے خاص تائید کا وعدہ فرمایا تھا؟

جواب: (۱) میں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کے درپے ہے
۲۔ میں اس شخص کی مدد کروں گا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔
۳۔ جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس طرف پھیرے جائیں گے۔
۴۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے اپنے لئے تجھے چن لیا۔
۵۔ جب تو کسی پر ناراض ہو تو میں اس پر ناراض ہوتا ہوں اور ہر ایک چیز جس سے تو پیار کرتا ہے میں بھی اس سے پیار کرتا ہوں۔
۶۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔۔۔۔ اور تیری طرف چلا آتا ہے۔
۷۔ تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ تو مجھ سے ایسا ہے

جیساکہ میری توحید اور تفرید

۸۔ تو ہمارے پانی سے ہے۔

۹۔ ہم نے تجھے دنیا کے لئے ایک عام رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۱۰ اے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے تیرا بھید میرا بھید ہے تیری شان عجیب ہے۔

۱۱۔ میں نے تجھے روشن کیا اور میں نے تجھے چُنا۔

۱۲۔ وہ کریم ہے جو تیرے آگے آگے چلتا ہے۔

۱۳۔ خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور اُس شخص پر حملہ کرے گا کہ جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کرے گا۔ (صہ ۴، ۵)

سوال :۔ نافرمانوں کو سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی کیا پیش گوئی تذکرۃ الشہادتین میں بیان کی گئی ہے ؟

جواب :۔ "اس کا غضب زمین پر اُتر آیا کیونکہ لوگوں نے معصیت پر کمر باندھی اور وہ حد سے گزر گئے۔ بیماریاں ملک میں پھیلائی جائیں گی اور طرح طرح کے اسباب سے جانیں تلف کی جائیں گی۔ یہ امر آسمان پر قرار پا چکا ہے۔ یہ اُس خدا کا امر ہے۔ جو غالب اور بزرگ ہے جو کچھ قوم پر نازل ہوا خدا اُس کو نہیں بدلائے گا جب تک کہ وہ لوگ اپنے دلوں کی حالت نہ بدلالیں۔" (صہ ۶)

سوال :۔ صاحبزادہ عبداللطیف کہاں کے رہنے والے تھے حضور اقدس نے آپ کے تعارف کے لئے کیا الفاظ استعمال فرمائے ؟

جواب: خوست (کابل)

"وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خدا ترس اور تقویٰ شعار تھے۔"

سوال: صاحبزادہ صاحب کا بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے کیسے تعارف ہوا؟

جواب: کتب حضرت بانیٔ سلسلہ کسی طرح دستیاب ہوئیں۔ مطالعہ سے حق واضح ہوا اور حضرت بانی سلسلہ کے لئے خاص محبت پیدا ہوئی۔ اسی کشش میں حج کی غرض سے چلے اور قادیان آکر حضرت بانیٔ سلسلہ کی زیارت و صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت اقدس اُن کی محبت سے متاثر ہوکر فرماتے ہیں۔

"میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔" (صد)

سوال: حضرت صاحبزادہ صاحب نے کن دلائل سے حضرت اقدس کو شناخت فرمایا۔

جواب: قرآنی حقائق سے مسلمانوں کی روحانی حالت مردہ کی طرح ہو گئی تھی۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت میں نہیں چھوڑتا۔ اسی لئے اُنہیں یقین تھا کہ کسی مجدّدِ دین کو خدا تعالیٰ ضرور بھیجے گا۔ پھر جب کتب پڑھیں تو وفاتِ مسیح کے مسئلہ کو قرآن کے مطابق پایا۔ اور موسوی سلسلہ کے مقابل محمدی سلسلہ کے آخر میں مہدی مبعوث فرمائے جانے کا وعدہ بھی سامنے تھا اس

طرح شناخت کیا۔ (ص۵)

سوال : موسوی سلسلہ سے محمدی سلسلہ کی مشابہتیں بیان کریں۔

جواب : قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا

ہم نے ایک رسول کو جو تم پر گواہ ہے یعنی اس بات کا گواہ کہ تم کیسی خراب حالت میں ہو تمہاری طرف اسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔

فرعون کی قوم کی اصلاح کے لئے حضرت موسیٰؑ مبعوث فرمائے۔
ابوجہل کی قوم کی اصلاح کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے دونوں انبیاء کے سلسلۂ خدمت میں بھی مشابہت رکھی۔

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ......

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرایا گیا۔
۲۔ سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلۂ خلافت موسویہ کا مثیل ٹھہرایا گیا۔
۳۔ سلسلۂ موسویہ کے اوّل میں حضرت موسیٰؑ تھے آخر میں حضرت عیسیٰؑ سلسلہ محمدیہ کے اوّل میں مثیل موسیٰؑ آنحضورؐ اور آخر میں حضرت مسیح موعود
۴۔ حضرت موسیٰؑ کو فرعون نے دکھ دیئے اور آنحضورؐ کو ابوجہل اور اس کی قوم نے۔
۵۔ موسوی سلسلے کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ کو یہود مغضوب علیہم سے دکھ

پہنچے اور حضرت مسیح موعود کو یہودی صفت علماء سے قرآن کریم میں دعا سکھا دی گئی تھی غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔

۶۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان چودہ سو سال کا فرق تھا۔ آنحضورؐ اور حضرت مسیح موعود کے درمیان چودہ سو سال کا فرق تھا۔

۷۔ گمراہی کے دور میں یہود کے لئے قرآن نے کہا لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ اور گمراہی کے دور میں مسلمانوں کے لئے قرآن پاک میں الفاظ ہیں لِنَنْظُرَ كيف تعملون دونوں آیتوں کے معنی ہیں خدا تمہیں خلافت اور حکومت عطا کر کے پھر دیکھے گا کہ تم راستبازی پر قائم رہتے ہو یا نہیں۔ دونوں سلسلے نیکی اور بدی میں مشابہت رکھتے ہیں۔

۸۔ اسرائیلی یہودیوں میں سے ان کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ آئے۔ اسی طرح اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے انہیں میں سے مسیح کو آنا تھا۔ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

۹۔ حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کی سزا طاعون کی صورت میں دی گئی باقی طیطوس نامی رومی کے ہاتھوں۔ سخت عذاب کے ساتھ ملک سے منتشر کئے گئے۔

مسیحِ محمدیؑ کی تکذیب کی سزا بھی طاعون سے دی گئی۔

محمدیؐ سلسلہ موسوی سلسلہ کا کسی صورت محتاج نہیں نہ قرآن پاک توریت کا محتاج ہے نہ یہ اُمّت کسی اسرائیلی نبی کی محتاج ہے۔

سوال: خدا تعالیٰ نے بعض مسلمانوں کو یہود قرار دیا ہے۔ ثابت کیجئے۔

جواب: سب مفسرین متفق ہیں کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں جن

پر حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب کی وجہ سے غضب الہیٰ اسی دنیا میں نازل ہوا۔ قرآن گواہ ہے کہ یہود کو مغضوب علیہم ٹھہرانے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کی زبان پر لعنت جاری ہوئی تھی۔ اب خدا تعالیٰ مسلمانوں کو یہ دعا سکھاتا ہے کہ ہم ایسے یہودی نہ بن جائیں جنہوں نے اپنے عیسیٰ کو سولی پر چڑھا دیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُمّت محمدیہ میں ایک عیسیٰؑ پیدا ہونے والا ہے۔ جس کی مخالفت میں بعض علماء بالکل یہود کے علماء کے مشابہ ہو جائیں گے۔ ورنہ اس دعا کی کیا ضرورت تھی۔ قرآن کریم کا محاورہ ہے کہ جب وہ کسی نیکی یا بدی سے منع کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اب کوئی انسان بدی نہیں کرے گا بعض ضرور اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسی لئے سورہ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی کہ ہم یہودی نہ بن جائیں۔ خدا کے علم میں تھا کہ آئندہ ایسا واقعہ ہوگا۔

اس اُمّت میں عیسیٰ مسیحؑ کے رنگ میں آخری زمانہ میں ایک شخص مبعوث ہوگا اس وقت بعض علمائے اسلام یہودی علماء کی طرح اُن کو دُکھ دیں گے ان کو بھی اسی طرح سزا ملے گی جیسے یہودیوں کو ملی۔ (صـ۱۱، ۱۲)

سوال:۔ یہودیوں کا حضرت عیسیٰؑ پر کیا اعتراض تھا۔

جواب:۔ یہودی حضرت عیسیٰؑ کے منکر اور سخت مخالف تھے۔ ان کی بے عزتی کرنے کے لئے چاہتے تھے کہ انہیں کسی نہ کسی طرح صلیب پر موت کی سزا دی جائے۔ توریت میں لکھا ہے کہ جو صلیب پر فوت ہوگا۔ اس کی نجات نہیں ہوگی۔ وہ لعنتی ہوگا اور وہ مرکر خدا تعالیٰ کی طرف نہیں

اُٹھایا جائے گا۔ اس لئے یہودیوں نے سرتوڑ کوشش سے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکوا دیا۔

سوال :۔ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کا دفاع کس طرح کیا ؟

جواب :۔ صلیب پر مرنے سے بچالیا۔ طبعی وفات دی اور درجات بلند کئے۔ قرآن پاک میں پہلے وفات اور پھر درجات کی بلندی کا ذکر ہے الفاظ ہیں (بل رفعہ اللّٰہ الیہ اللّٰہ تو ہر جگہ موجود ہے پھر رفع الی اللّٰہ سے دوسرے آسمان پر جانا کس طرح ثابت ہوسکتا ہے) کامل و اکمل نبی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آسمان پر چڑھ جانے کا نشان کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر آپ نے جواب دیا۔" میں تو ایک انسان رسول ہوں۔" جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی حدود زندہ آسمان پر چڑھ جانے میں مانع تھیں تو حضرت عیسیٰؑ بھی بشر رسول تھے وہ بھی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھ سکتے۔ یہودیوں کے سب اعتراض غلط ثابت کرنے کے لئے اور حضرت عیسیٰ کو نجات یافتہ مومن بندہ ثابت کرنے کے لئے قرآن نے شہادت دی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے لئے جس جگہ بھی توفی کا لفظ آیا ہے اگر اس کے معنی زندہ آسمان پر جانے کے کئے جائیں تو عیسیٰ کبھی بھی نہیں مریں گے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ (صـ۱۲)

سوال :۔ یہودی حضرت عیسیٰؑ پر ایمان نہ لانے کا کیا عذر پیش کرتے ہیں؟

جواب :۔ حضرت عیسیٰ کی صداقت کے نشانات شناخت کے لئے کافی تھے مگر بخل اور شرارت کی وجہ سے وہ تکذیب کرتے رہے اور مطالبہ کرتے

رہے کہ پہلے (ایلیا) یوحنا (یحیٰؑ) آسمان سے زندہ اُتریں گے تو ہم قبول کریں گے اگر اللہ تعالیٰ کی سنت کسی کو زندہ اُتارنا ہوتی تو اپنے نبی کی تائید میں یہ نشان دکھا دیتا نہیں اتنی تکلیف میں نہ ڈالتا۔ (صہ ۱۵)

سوال :۔ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي ...... سے وفاتِ مسیح کس طرح ثابت کر سکتے ہیں۔

جواب :۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے پوچھے گا کیا تو نے اپنے ماننے والوں کو کہا تھا کہ میری ماں کو اور مجھے خدا ماننا ؟

حضرت عیسیٰ جواب دیں گے یا الٰہی اگر میں نے ایسا کہا ہے تو تجھے معلوم ہو گا کیونکہ تیرے علم سے کوئی چیز باہر نہیں میں نے تو صرف وہی کہا تھا جو تو نے فرمایا تھا پھر جبکہ تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر صرف تو ہی ان کا نگہبان تھا (مجھے ان کے حال کا کیا علم)

۱۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کا قیامت سے پہلے دنیا میں آکر اصلاحِ خلق کرنا مانا جائے تو یہ جواب ایک واضح جھوٹ ہو جائے گا۔

۲۔ اگر حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے دنیا میں آکر مفسد و مشرک عیسائیوں سے بحیثیت اُن کے عقیدہ کے ان کے خدا کی حیثیت میں آکر سزائیں دے کر وفات پاکر خدا کے سامنے گئے ہوں تو خدا تعالیٰ جو علیم و خبیر ہے سب واقف ہوتا پھر یہ سوال کیوں پوچھتا۔

قرآن نے معاملہ کو مسلمانوں پر خوب کھول دیا ہے کہ عیسیٰؑ فوت ہو گئے دوبارہ نہیں آئیں گے (صہ ۱۸)

سوال: قرآن پاک میں عیسیٰؑ ابن مریم کے دوبارہ آنے کا ذکر کن معنوں میں ہے۔

جواب: سورۂ تحریم میں اُمت کے بعض افراد کا نام عیسیٰؑ یا ابن مریمؑ رکھا گیا ہے۔ بعض افراد کو مریم سے مشابہت دی پھر اس میں نفخِ روح کا ذکر کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح مریم میں پھونگی گئی روح عیسیٰ تھے اسی طرح اُمتِ محمدیہ میں کوئی شخص خدا کے فضل و احسان سے مریم بنے گا پھر عیسیٰ ہو جائے گا۔ قرآن پاک سے ثابت ہو گیا کہ آنے والا وجود اسی دنیا میں پیدا ہو گا۔ (صہ ۱۹)

سوال: قرآن پاک کی آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل..... سے کس طرح وفاتِ مسیح ثابت کر سکتے ہیں۔

جواب: آنحضورؐ کی وفات کے بعد صحابہؓ شدتِ غم سے اور فرطِ محبت سے یہ ماننے کو تیار نہ تھے کہ آنحضورؐ فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے مندرجہ بالا آیت تلاوت کر کے ثابت فرمایا کہ وہ ایک رسول تھے اور سب رسول پہلے فوت ہوتے آئے ہیں۔ کسی نے اعتراض نہ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ تو زندہ آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ چھ سو سال ان کی وفات کو ہو چکے تھے اگر یہ عقیدہ صحابہؓ کا ہوتا تو اس وقت ضرور پیش کیا جاتا۔ (صہ ۲)

سوال: حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے حالات سے کوئی دلیل پیش کریں کہ وہ صلیب پر فوت نہیں ہو سکتے

جواب: حضرت عیسیٰؑ کو قبائل کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ دس قبائل

یہود کے دوسرے ملکوں میں تھے خدا کا فرستادہ اپنے فرض کی ادائیگی سے پہلے نہیں جا سکتا۔ دوسرے اُن کو نبوت ملے ساڑھے تین سال ہوئے تھے یہ سال اپنے گاؤں میں ہی گزرے جبکہ اسلامی کتابوں میں انہیں سیاح نبی لکھا ہے (ص ۲۲)

سوال: حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ان کے الفاظ میں لکھئے اور مختصر طور پر نشانات کا ذکر کیجئے؟

جواب: آپ فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا وہ اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہو گئے۔ تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں۔"

کتابوں کے مطابق

۱۔ چھٹے ہزار کا آخر ہے۔

۲۔ ذوالسنین ستارہ نکلا ہے۔

۳ سورج اور چاند کو ایک مہینہ میں گرہن لگا ہے۔

۴ طاعون پھوٹی ہے۔

۵ اونٹ بیکار ہو گئے۔ نئی سواری ریل گاڑی نکلی ہے۔

۶۔ صدی کے سر پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ ایک کمزور فانی انسان تھے۔ عیسائیوں کی تبلیغ اور اہل اسلام کی کمزوری سے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ مبالغہ آمیز باتوں پر اعتقاد ہو گیا ہے اُن کے چار بھائی اور بہنیں تھیں۔ کسی طرح غیر حقیقی امتیازوں کے مستحق نہیں (ص ۲۲)

سوال: موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰؑ اور محمدی سلسلہ کے

آخری خلیفہ حضرت مسیح موعود کی مشابہتوں کا ذکر کیجئے ۔

جواب: (۱) اسلام میں اولیاء اللہ تو بہت گزرے مگر موعود ایک تھا۔

حضرت مسیح ایک ہی موعود تھے اولیاء اللہ بہت گزرے تھے ۔

۲۔ اسلامی سلطنت ہندوستان سے ختم ہوئی اور انگریز آ گئے تھے۔

اسرائیلی سلطنت جاتی رہی تھی۔ رومی آ گئے تھے ۔

۳۔ مسلمان بہت سے فرقوں میں بٹ کر حَکَم کے منتظر تھے

یہودی بہت سے فرقوں میں بٹ کر حَکَم کے محتاج تھے ۔

۴۔ مہدی کو جہاد بالسیف کا حکم نہیں

حضرت عیسیٰؑ کو جہاد بالسیف کا حکم نہ تھا

۵۔ علماء اور عام مسلمانوں کا کردار بگڑ گیا ہے۔

علماء سب سے زیادہ بدچلن ہو گئے تھے ۔

۶ مہدیؑ کے زمانے میں قیصر کی عملداری تھی ۔

قیصرِ روم حکمران تھا فلسطین میں ۔

۷۔ مغربی اقوام احمدیت قبول کر رہی ہیں

قیصری قوم نے عیسائیت قبول کرنی شروع کی۔

۸۔ ستارہ نکلا تھا ۔

ستارہ نکلا تھا ۔

۹۔ تکذیب کے وقت سورج گرہن لگا

صلیب کے وقت سورج گرہن لگا ہوا تھا

۱۰۔ مسلمانوں میں طاعون پھیلی

یہودیوں میں طاعون پھیلی

۱۱۔ مقدمات قائم کئے گئے حضرت

مقدمات قائم کئے گئے ۔ حضرت عیسیٰ

مسیح موعود علیہ السلام پر	علیہ السلام پر
۱۲۔ خون کے مقدمہ میں عدالت میں پیش ہوئے تو ایک عیسائی چور بھی تھا	صلیب پر چڑھائے گئے تو ساتھ ایک چور بھی تھا۔
۱۳۔ کپتان ڈگلس نے کہا میں کوئی الزام نہیں لگاتا	پیلاطوس گورنر نے کہا میں کوئی جرم نہیں پاتا۔
۱۴۔ خاندانِ قریش میں سے نہیں ہیں	بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے۔
۱۵۔ اس زمانہ میں بھی جدید ایجادات ہو رہی ہیں	دنیا کی وضع جدید ہو گئی تھی۔
۱۶۔ توام پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدمؑ سے مماثل ہیں	بغیر باپ کے ہونے کی وجہ سے حضرت آدمؑ سے مماثل تھے۔ (ص۳۳)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ زماں کی صداقت میں کتنے نشان ظاہر فرمائے۔

جواب: دو لاکھ سے زیادہ دس ہزار کے قریب لوگوں نے آنحضورؐ کو خواب میں دیکھا کہ تائید فرما رہے ہیں۔ بعض ایسے اہل کشف بھی تھے جن کے تین تین چار چار لاکھ مرید تھے۔ ایک بزرگ گلاب شاہ ضلع لدھیانہ میں تھے جو تیس سال پہلے فوت ہو گئے تھے مگر بتا گئے تھے کہ عیسیٰؑ قادیان میں پیدا ہو گا اور لدھیانہ آئے گا۔ (ص۳۴)

سوال: ثابت کیجئے کہ خدا تعالیٰ کی پیش گوئیوں میں امتحان بھی ہوتا ہے۔

جواب: خدا تعالیٰ چاہتا تو تورات میں لکھ دیتا کہ آنے والے نبی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا۔ باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب ہو

گا مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ ہجرت کرے گا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؑ کے متعلق وضاحت فرما دیتا مگر اس طرح نہیں ہوا کیونکہ وہ نیک طبع لوگوں اور بد فطرت لوگوں میں امتیاز کرنا چاہتا ہے اور اس طرح امتحان لینا ہے۔ تائید الٰہیہ جس کو سچا ثابت کریں اس کو مان لیا جائے اور زمانہ گزرنے کے ساتھ اپنی بنائی ہوئی یا رائج نشانیوں اور کمزور حدیثوں کو چھوڑ کر سچی شہادتوں کو مانا جائے۔

سوال :- نزول یا آسمان سے اُترنے سے کیا مراد ہے ؟

جواب :- حق الیقین کا درجہ حاصل ہونا اس قدر دلائل جمع ہونا کہ گویا خود آسمان سے اُترتے دیکھا ہے۔ چنانچہ صاحبزادہ عبد اللطیف شہید نے جو استقامت دکھائی ظاہر کرتی ہے کہ انہیں یقین تھا گویا آپ آسمان سے اُترے ہیں۔ (ص۴۷)

سوال :- تذکرۃ الشہادتین کی تحریر کے وقت کتنے افراد بیعت کر چکے تھے۔

جواب :- دو لاکھ کے قریب تھے۔

سوال :- اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔

جواب :- (۱) کئی لاکھ پیش گوئیاں روز روشن کی طرح پوری ہوئیں۔ دو تین اگر ایسی ہیں جن کو سمجھنے میں تعصب اور ظلم نے پردے ڈال دیئے تو یہ کہا نہیں جا سکتا کہ بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہوئیں۔

۲۔ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کی نسبت انکار نہیں کیا گیا۔ اور یہ بوجہ لفظوں کے ظاہری معانی لینے کے ہوتا ہے۔

ملاکی نبی کی پیشگوئی کہ ایلیاس نبی مسیح سے پہلے آئے گا۔ پطرس کے ہاتھوں میں آسمان کی کنجیاں ہیں۔ بارہ حواری تختوں پر بیٹھیں گے۔ ظاہراً پوری نہیں ہوئیں۔

۳۔ آتھم کے متعلق کہا گیا تھا کہ جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا اور پندرہ ماہ میں مرے گا کے ساتھ یہ شرط تھی کہ اگر حق کی طرف رجوع نہ کرے جب بہت سے گواہوں کے سامنے اس نے ندامت کا اظہار کیا تھا اس لئے اس مدت میں بچا لیا گیا۔ اس کے مقابل پر لیکھرام نے توبہ نہ کی تھی۔ اس لئے وہ اسی مدت میں مارا گیا

۴۔ احمد بیگ والی پیشگوئی بھی آتھم کی طرح مشروط تھی۔ اس کا آدھا حصہ پورا ہوا۔ مگر اس کے داماد کے خوف کی وجہ سے اُسے مہلت دی گئی جہلا کو دس لاکھ نشان نظر نہیں آتے یہ دو مشروط پیش گوئیاں نظر آتی ہیں حضور نے تحریر فرمایا:

"اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ نگفتن مسلمان میری پیش گوئیوں کے مقابل پر اس شخص کی پیش گوئیوں کو جس کا آسمان سے اُترنا خیال کرتے ہیں۔ صفائی اور یقین اور ہدایت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو میں اس کو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو تیار ہوں۔" (ص ۱۴)

سوال: وعید کی پیش گوئی کسے کہتے ہیں اس کے ٹلنے کی مثالیں دیجئے؟

جواب: وعید کی پیش گوئی سے مراد ہے کہ عذاب یا سزا کی خبر دی گئی ہو مگر خوف، صدقہ یا دعا سے ٹل جانے کا وعدہ بھی ہو۔ انعام اکرام کی نسبت

پیش گوئیاں کسی طرح نہیں ٹلتیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ المیعاد وہ یہ نہیں کہتا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الوعید

حضرت یونس نے قطعی بغیر کسی شرط کے پیش گوئی کی تھی کہ نینوہ پر چالیس دن کے اندر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا۔ خدا تعالیٰ عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ (صـ۴۲)

سوال:۔ جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰؑ ہیں اور آپ کے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کہہ کے پکارا گیا ہے؟

جواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے آپ کے مابعد کوئی نبی نہیں تھا۔ اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسیٰؑ کے خلفاء نبی ہیں اس لئے حکمتِ الٰہی نے تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔ مسیح موعود کی نبوت ظلّی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرتؐ کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہوگیا ہے۔ (صـ۴۳)

سوال ،، احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دوزرد چادروں میں اُترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں۔" اس سے کیا مراد ہے۔

جواب ،، یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے اور حضرت اقدس کو دو بیماریاں تھیں ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ (ص۴۴)

سوال ،، حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی ذاتی وجاہت کا ذکر حضرت اقدس کے الفاظ میں تحریر کیجئے۔

جواب ،، "یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی ان کی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا ان کو سردار قرار دیا تھا وہ سب سے زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہیں کے ہاتھ سے ہوئی تھی اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پڑھنے کے لئے بھی وہی مقرر تھے ...... ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب ان کے معتقد اور ارادتمند تھے ..... علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحب زادہ اور اخوان زادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اس ملک میں مشہور تھے اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور تفسیر اور فقہ اور تاریخ کا اپنے پاس رکھتے تھے اور

نئی کتابوں کے خریدنے کے لئے ہمیشہ حریص تھے اور ہمیشہ درس و تدریس کا
شغل جاری تھا اور صدہا آدمی ان کی شاگردی کا فخر حاصل کر کے مولویت
کا خطاب پاتے تھے۔" صہ۴۴)

سوال: براہین احمدیہ کی پیش گوئی (جو وقوعہ سے تئیس سال پہلے کی گئی
تھی) میں پہلے کس کی شہادت کا ذکر ہے اور کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: پہلی شہادت میاں عبدالرحمٰن مولوی صاحب موصوف کے شاگرد
کی تھی۔ میاں صاحب دو تین مرتبہ قادیان آئے اور دلائل و براہین سے متاثر
ہو کر ایسا ایمان لائے جو شہداء کا رنگ پکڑ گیا۔ جہاد کی ممانعت کے ذکر پر
کابل میں مخالفت شروع ہوئی۔ امیر کابل نے قید کروا دیا اور جب یہ بات
ثابت ہو گئی کہ میاں صاحب مسیح موعود کے مرید اور مسئلہ جہاد کے مخالف ہیں
تو گردن میں کپڑا ڈال کر دم بند کر کے شہید کر دیا گیا۔

سوال: حضرت صاحبزادہ صاحب حج کی نیت سے نکلے تو حج کیوں
نہ کیا۔؟

جواب: قرآن پاک کا ارشاد ہے اطیعوا اللہ واطیعوالرسول
تیرہ سو برس سے جس موعود کی انتظار ہو رہی تھی اُسے پا کر اور ایمان لا کر
اُس کی صحبت میں رہنا مقدم رکھا۔ قادیان میں قیام فرمایا اور یہ قیام حج
کی رخصت سے طویل ہو گیا۔

سوال: امیر کابل کو کیسے علم ہوا کہ آپ کو قادیان میں قیام کی وجہ سے

تاخیر ہوئی ہے ؟

جواب :- آپ نے بریگیڈیر محمد حسین کوتوال کو خط لکھا جس میں تاخیر کی سب وجہ بیان کر کے لکھا کہ کسی مناسب موقع پر امیر کابل کو سب معاملہ بتا دیں۔ وہ خط محمد حسین صاحب کے ایک نائب نے جو مخالف اور شریر تھا نکال لیا اور امیر کابل کو دے دیا کچھ عرصہ جواب کا انتظار کر کے حضرت صاحبزادہ صاحب نے دوسرا خط تحریر فرمایا وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول کر امیر کو دے دیا۔ امیر نے یہ چال چلی اور لکھوایا کہ بے خطر چلے آئیں۔ دعویٰ سچا ہو گا تو وہ بھی مُرید ہو جائے گا۔ (صـ۴۸)

سوال :- حضرت صاحبزادہ صاحب کو کس قسم کی قید میں رکھا گیا۔ اور کتنا عرصہ ؟

جواب :- کابل پر عملاً مولویوں اور علماء کا بہت اثر و رسوخ تھا۔ ان کے فتوے امیر کو بھڑکا رہے تھے۔ صاحبزادہ صاحب کی حیثیت حکومت کے ایک یارد کی تھی۔ ہزاروں اُن کے مرید و معتقد اور علمی فضیلت کے قائل تھے۔ امیر کا خیال تھا کہ شاید قید سخت کی صعوبتوں سے توبہ کر لیں۔ اس لئے اُس نے اپنے محل میں قید کرنے کا حکم دیا اور ڈیڑھ من وزنی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر ایسی اذیّت دی جس کے سامنے موت بھی ہیچ تھی مگر ایمان میں پکے صاحبزادہ صاحب نے بڑے صبر سے یہ اذیّت برداشت کر لی اور مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو شناخت کرنے کے بعد جان کی قربانی دے دی (صـ۵۰)

سوال :- اس مخالفت اور قید سے جماعت کو کیا فائدہ پہنچا ؟

جواب : کروڑ روپے خرچ کر کے بھی کابل میں جماعت کا اتنا تعارف نہ کروایا جا سکتا تھا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں :

"کابل کی سرزمین پر یہ خون اس تخم کی مانند پڑا ہے جو تھوڑے عرصہ میں بڑا درخت بن جاتا ہے اور ہزار ہا پرندے اس پر اپنا بسیرا لیتے ہیں۔"

امیر کابل نے سامنے بلوا کر توبہ کی ترغیب دی۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا میں سچائی پر ہوں۔ آپ اپنے مولویوں کو بلا کر بحث کرالیں۔ چنانچہ شاہی مسجد میں خان مُلا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے شدید مخالف پنجابی ڈاکٹر ثالث تھا مباحثہ تحریری ہوا جس کا کوئی بھی حصّہ عوام کو بتائے بغیر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور امیر نے یہ ظلم کیا کہ مباحثہ دیکھے بغیر فیصلہ کی توثیق کر دی۔ (ص۵۲)

سوال : فیصلہ کی توثیق اور بار بار توبہ کرنے کی ترغیب کے باوجود فیصلہ نہ بدلنے کے دوران کیا خدائی بشارت بیان فرمائی ؟

جواب : "وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے چھ روز تک مجھے مل جائے گی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنی ساتواں دن میں زندہ ہو جاؤں گا۔" قرآن پاک میں ہے۔ وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَآءٌ یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں۔ (ص۵۵)

سوال : اس موقع پر حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو کیا کشف

ہوا ؟ اور کیا وحی ہوئی ؟

جواب :۔ "ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ ..... جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اُس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اُگے گی۔

وحی ہوئی "کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا" اس کی تعبیر ہے "تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بہت بارآور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دے گا۔" (صہ۵۵)

سوال :۔ سنگسار سے پہلے آپ کو کس طرح اذیتیں دی گئیں ؟

جواب :۔ فتویٰ آپ کے گلے میں لٹکا دیا گیا اور امیر کے حکم سے ناک میں چھید کر کے رسی ڈالی گئی اور اسی رسی سے گھسیٹتے ہوئے گالیاں دیتے اور مذاق اڑاتے ہوئے مقتل تک لے کر گئے۔ (صہ۵۷)

سوال :۔ سنگسار کرنے کے لئے زمین میں آدھا دھڑ گاڑ دینے کے بعد توبہ کرنے کو کہا گیا تو آپ نے کیا جواب دیا ؟

جواب :۔ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان چھوڑ دوں مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا۔" (صہ۵۷)

سوال :۔ صاحبزادہ صاحب پر پہلا پتھر کس نے چلایا ؟

جواب:۔ ہزار ہا لوگوں کی موجودگی میں امیر نے قاضی عبدالاحد کمیدان کو پہلا پتھر مارنے کو کہا اس نے کہا کہ آپ بادشاہ ہیں پہلا پتھر آپ ماریں تب امیر نے کہا شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں تب قاضی نے گھوڑے سے اُتر کر پتھر مارا اس کے بعد امیر نے اور اس کے بعد ہزار ہا حاضرین نے پتھر مارے کوئی بھی حاضر فرد ایسا نہ تھا جس نے پتھر نہ مارا ہو۔ وہاں پتھروں کا چھوٹا سا پہاڑ بن گیا یہ واقعہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کا ہے۔ (صے۵)

سوال:۔ "اپنی جماعت کے لئے نصائح" کے عنوان سے جو نصائح رقم فرمائی ہیں۔ ان میں سے کچھ نصائح لکھئے؟

جواب:۔ دنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہمّ و غم دُنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔ (صا۶)

تم خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ (صا۶)

خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ (صا۶)

قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ (صا۶)

انسان کے نفسِ امارّہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ (صا۶)

تم دل کے مسکین بن جاؤ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ (صا۶)

خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ (صا۶)

نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے۔ (صا۶)

جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔

اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رُو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں (صا۶)

قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ (صا۶)

قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ (صا۶)

کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔ (صا۶)

حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے۔ (ص ۶۲)

سوال: حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک نشان ان کی سوانح عمری ہے۔ کیسے؟

جواب: دعویٰ پر ہزار ہا دلائل قائم ہونے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ دعویٰ کرنے والا کس پائے کا آدمی ہے۔ کوئی عیب افترا، جھوٹ یا دغا زندگی میں نظر نہیں آتا جس سے یہ خیال کیا جا سکے کہ یہ شخص پہلے سے جھوٹ یا افترا کا عادی تھا۔ پوری سوانح عمری دعوے سے پہلے کی اور بعد کی بے داغ ہے جو صداقت کا بہت بڑا نشان ہے۔ معرفت کے مقام پر کوئی شخص خدا پر جھوٹ نہیں بول سکتا۔ (ص ۶۲)

سوال: خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو کیا خاص تائیدی نشانات دیئے؟

جواب: ۱۔ چاند سورج گرہن (۲) صدی کے سر پر مبعوث کرنا ۳۔ صلیبی غلبہ کے مقابل کاسر صلیب کو بھیجنا ۴۔ دس لاکھ سے زیادہ نشانات کے ساتھ دنیا میں عزّت اور زمین پر قبولیت پھیلانا ۵۔ مسیح موعود کے ظہور کے لئے مقرر دنوں میں بھیجنا ۶۔ دعائیں قبول کرنا ۷۔ بیان میں تاثیر ڈالنا۔

ایسا کرم کا معاملہ جھوٹوں سے نہیں ہوتا۔ (ص ۶۳)

سوال: آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ میں کیا پیش گوئی تھی جو حضرت مسیح زماں کی مخالفت سے پوری ہو گئی؟

جواب :۔ اس آیت میں یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) اس اُمت میں آنے والا ہے اس لیئے اُمت میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کیئے جائیں گے جو اپنے زعم میں علماء کہلائیں گے۔ مگر جاہل ہوں گے جیسے حضرت عیسیٰ کے زمانے کے علماء تھے۔ علماء کہلانے والے یہودی صفت لوگوں کی مخالفت حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو سچا ثابت کرتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"اگر یہ علماء نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔" (صـ۶۴)

سوال :۔ احمدیت کی ترقی کے متعلق حضرت مسیح پاک (آپ پر سلامتی ہو) کے پرشوکت الفاظ لکھئے ؟

جواب :۔ جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں۔ بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رہے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔" (صـ۶۵)

سوال :۔ عیسیٰ ابن مریم کے بجسم خاکی آسمان سے اُترنے کے عقیدہ کے

رد میں آپ نے دو ٹوک فیصلہ فرمایا۔ آپ کے الفاظ لکھئے ؟

جواب : یاد رکھو کہ کوئی آسمان نہیں اُترے گا سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی وقت گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریمؑ کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ (صہ ۶۵)

سوال : آریوں یعنی ہندو دیانندی مذہب والوں کے لئے حضور اقدس نے کیا پیش گوئی فرمائی۔

جواب : وہ روحانیت سے عاری ہیں اور کوئی مذہب بغیر روحانیت کے نہیں چل سکتا۔ مستقبل قریب میں ختم ہو جائے گا۔ بے روح ہے مردہ ہے۔ جھوٹ پر سارا کاروبار ہے۔ (صہ ۶۶)

سوال : احمدیوں کو حضرت اقدس نے مستقبل کے لئے کیا خوشخبریاں دیں ؟

جواب: تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔" صہ۶۶)

سوال: حضور کی پیاری تعلیم کے کچھ جملے لکھئے۔

جواب: * حتی المقدور بدی کے مقابلے سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے۔

* یاد رکھو جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے

* دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے۔

* جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہ کرے گا

* خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون اور کون غدّار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا۔ (صہ۶۶)

سوال: براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ اور ۵۱۱ پر مندرج پیشگوئی یعصمک اللہ .... کا کیا مطلب ہے اور کس طرح پوری ہوئی؟

جواب: خدا تمہیں قتل ہونے سے بچائے گا۔ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے دو طرح کے ماموروں کو قتل ہونے سے بچا لیتا ہے۔ ایک وہ نبی جو

سلسلہ کے شروع میں آئیں اور ایک وہ جو سلسلہ کے آخر میں آئیں۔ اگر کسی سلسلہ کا بانی ہی قتل ہو تو لوگ اُسے جھوٹا سمجھیں گے سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ جبکہ سلسلہ کو کامیابی سے چلانا خدا تعالیٰ کا خاص منشاء ہوتا ہے اور اگر آخری مُرسل قتل ہو جائے تو انجام ناکامی ہو گا۔ جبکہ خدا اپنے ہاتھ سے قائم کردہ سلسلہ کو دشمنوں کی خوشی کا باعث نہیں بننے دیتا۔ حضرت عیسیٰ کو صلیبی موت سے محفوظ رکھا حضرت موسیٰؑ کو کمتر جاننے والا بلعم اپنے تکبر سے ہلاک ہوا۔ کیونکہ صادقوں کا مقابلہ کرنے والے خدا سے لڑ رہے ہوتے ہیں۔ دُنیا کثرت کو دیکھتی ہے۔ اور خیال کرتی ہے کہ لکھو کھا لوگ ایک طرف ہیں غلط نہیں ہو سکتے مگر خدا کثرت کو نہیں دیکھتا وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ خدا کے خاص بندوں میں محبت الہٰی اور صدق اور وفا کا ایک خاص نور ہوتا ہے۔ خدا انہیں ضائع نہیں کرتا۔ (صڈ)

سوال: پیش گوئی شَاتَانِ تُذْبَحَانِ کا کیا مطلب ہے اور یہ کس طرح پوری ہوئی؟

جواب: دو بکریاں ذبح کی گئیں۔ بکری نافع الناس جانور ہے اس کا دودھ اور گوشت انسان کے کام آتا ہے۔ وہ انسان کے فائدہ کے لئے جان قربان کر دیتی ہے۔ یہ پیش گوئی تیئس سال کے بعد حضرت میاں عبدالرحمٰن اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کی شکل میں پوری ہوئی۔ (صا)

سوال: خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے بعد کن الفاظ میں تسلی دی۔

جواب: اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو۔ کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ دو کے

عوض ایک قوم تمہارے پاس لائے گا اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے
کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جوان دو مظلوموں
کو شہید کریں گے ہم تجھ کو ان پر قیامت میں گواہ لائیں گے اور کہ کس گناہ سے
انہوں نے شہید کیا تھا اور خدا تیرا اجر دے گا اور تجھ سے راضی ہو گا اور
تیرے نام کو پورا کرے گا یعنی احمد کے نام کو (جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا
کی بہت تعریف کرنے والا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جس
پر خدا کے انعام اکرام بہت بہت نازل ہوتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ
خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کرے گا اس لئے تو سب سے زیادہ اس
کا ثنا خواں ہو گا تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائے گا) ..... ان شہیدوں
کے مارے جانے سے غم مت کر وان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے اور
بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وقوع میں آویں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے
لئے اچھا نہیں ہوتا اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ واقع نہ ہوں حالانکہ ان
کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے۔ اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے
لئے کیا بہتر ہے مگر تم نہیں جانتے۔ (ص۲۷)

سوال: اہل کابل کو اس ظلم کی فوری طور پر کیا سزا ملی؟

جواب: سخت ہیضہ پھوٹا امیر کے رشتہ دار عزیز اور بڑے بڑے مشہور
آدمی اس کا شکار ہو گئے۔ (ص۲۷)

سوال: اس موقع پر حضور اقدس نے کابل کی زمین کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا

اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔ (صٓ)

سوال : دردِ گردہ کی شدّت (جو کتاب تذکرۃ الشہادتین لکھنے میں مانع تھی) میں دعا کا جواب اللہ تعالیٰ نے کن الفاظ میں دیا ؟

جواب : سلامٌ قَولاً مِّن رَّبٍّ رَّحِیمٍ یعنی سلامتی اور عافیت ہے یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔ تین چار گھنٹے کے بعد درد ختم ہو گئی۔ (صٓ)

سوال : حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے متعلق دوسری پیش گوئی کیا تھی ؟ کب ہوئی تھی ؟

جواب : قُتِلَ خَیبَۃً وَّزِیدَ ھَیبَۃً یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بابت کوئی نے نہ سُنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا۔ (ریویو آف ریلیجنز ۹ فروری ۱۹۰۳ء، الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء، البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء) (صٓ)

سوال : اس واقعۂ شہادت سے جماعت کی آئندہ ترقی کی بشارت کس طرح ملتی ہے ؟

جواب : جماعت کے بہت سے افراد مال وجان کی قربانی پیش کریں گے۔ حضرت اقدس روحانیت کا نیا پودا ہیں۔ خدا تعالیٰ بہت سے ایسے افراد پیدا کرے گا جو اس روحانی پودے کی شاخ ہوں گے اور جہاں جہاں نصب ہوگی بڑھے گی پھلے پھولے گی۔ (صٓ)

سوال : حضور اپنی جماعت کو کیسا دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ ہی کے الفاظ میں لکھئے ؟

جواب ۔ "میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت اُن لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور مُمسِک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔" (صہ)

سوال ۔ عہد بیعت باندھ کر کمزوری دکھانے والوں کو حضور نے کیا انتباہ فرمایا ؟

جواب ۔ سب سے پہلے تو تعلق رکھنے کی اہمیت بتائی ۔ صحبت میں رہنا پھر خط لکھ کر تعلق رکھنا جس سے دعا کی طرف توجہ ہوتی ہے اور محبت بڑھتی ہے ۔ دُنیا کی دلچسپیوں سے تعلق توڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہونا کیونکہ خدا کی نظر دلوں پر ہے ۔ مال و متاع کی حرص کرنا جو بیوی بچّوں کے لئے خیر کا باعث ہونے کی بجائے شر کا باعث بنتا ہے ۔ دنیا پر دین کو مقدم نہ کرنا ۔ یہ سب کام ایسے لوگ کرتے ہیں جو بیعت تو کر لیتے ہیں مگر سچی بیعت نہ ہونے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جماعت میں شمار نہیں ہوتے ۔ یہ لوگ چوہوں اور کتوں کی طرح ہیں ۔ ایسے انسان کوئی عزت حاصل نہیں کر سکتے ۔ (صہ)

سوال ۔ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے بارے میں رقم فرمودہ حضور کے الفاظ میں تحریر کیجئے ۔

جواب ۔ "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور صفا میں اس سے بہتر ہوگی ۔" (صہ)

سوال : کن مخلص دوستوں کی مالی قربانی کا حضور نے خاص طور پر ذکر فرمایا؟
جواب : محترم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس (صـــ ۵۵)
محترم نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ (صـــ ۵۵)
سوال : کن خاص امور کی انجام دہی کے لیے حضور نے مالی امداد کی اپیل فرمائی؟
جواب : لنگر خانہ، ریویو آف ریلیجنز، مدرسہ قادیان (صـــ ۵۷)
سوال : تذکرۃ الشہادتین کب لکھی گئی۔
جواب : ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۳ء
سوال : اس کے بعد ۳۸ صفحات عربی کے ہیں جن میں علامات المقربین شامل ہیں اور پھر حضرت میاں احمد نور کابلی صاحب کے بتائے ہوئے حالات ہیں؟
سوال : حضرت صاحبزادہ صاحب کا جنازہ کس طرح پڑھا گیا؟
جواب : چالیس دن تک لاش پتھروں میں پڑی رہی پھر چند دوستوں نے مل کر پتھروں سے نکالا۔ قبرستان لے گئے اور جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ لاش میں سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔ (صـــ ۱۱۸)
سوال : حضرت صاحبزادہ نے کیا وصیت فرمائی؟
جواب : خدا تعالیٰ نے ان کو شہادت کی خبر دے دی تھی۔ گرفتاری کے دن اپنے ہاتھوں کو مخاطب کر کے فرمایا "اے میرے ہاتھو کیا تم ہتھکڑیوں کو برداشت کر لو گے۔ گھر والوں نے پوچھا کہ آپ کے منہ سے یہ کیا بات نکلی فرمایا نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہو گا۔ اس موقع پر نصیحت فرمائی۔" میں جاتا ہوں

اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو جس ایمان اور عقیدہ پر میں ہوں چاہیئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو۔" (صـ۱۱۸)

سوال:۔ سنگساری کی دھمکی پر آپ نے کیا آیت تلاوت فرمائی؟

جواب:۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے خدا ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اس کے جو تو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تو ہی بخشتا ہے۔

سوال:۔ سنگساری کے وقت آپ نے کون سی آیت پڑھی؟

جواب:۔ اَنْتَ وَلِيّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ

اے میرے خدا تو دنیا اور آخرت میں میرا متولی ہے۔ مجھے اسلام پر وفات دے اور نیک بندوں کے ساتھ ملا دے۔

سوال:۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے کچھ الہام لکھئے۔

جواب:۔ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنِّىْ مَعَكَ اَسْمَعُ وَاَرٰى وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ معنبر معطر۔ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ میں گرفتار ہو دنیا اس کو نہیں مانتی یہ امر ہونے والا ہے۔ اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے (صـ۱۱۹)
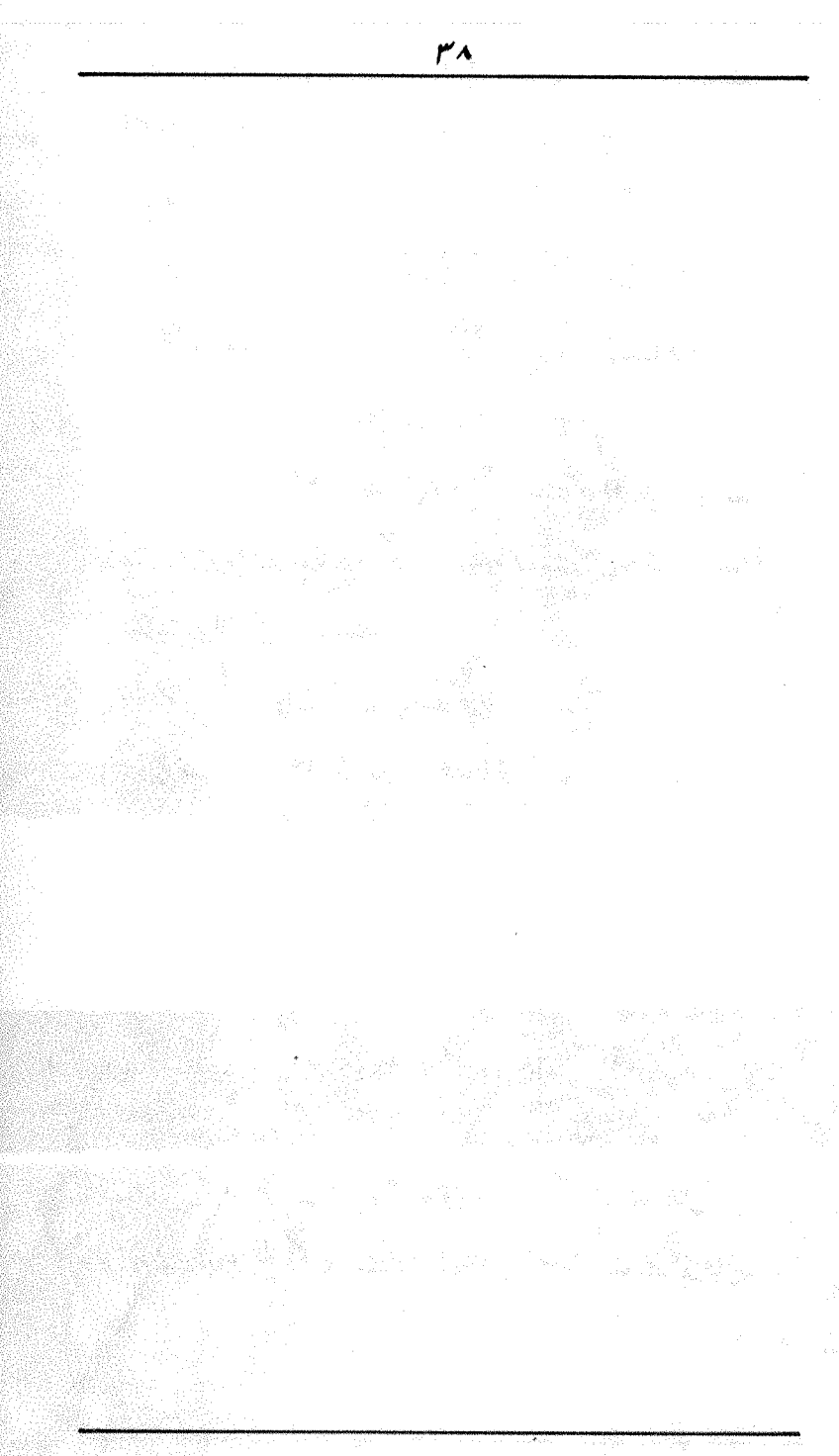
پیغامِ صلح

تعارف

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے قیام لاہور کے دوران میں صرف تقاریر کے ذریعہ ہی اتمام حجّت نہیں فرمائی بلکہ ان دنوں ایک عظیم الشان رسالہ "پیغام صلح" بھی لکھا جو حضور کی آخری تصنیف تھی۔ حضور کے لکھے ہوئے مسوّدہ کو ساتھ ہی ساتھ کاتب لکھتا بھی جاتا تھا۔ ایک مرتبہ نمازِ عصر کے بعد حسبِ معمول تشریف فرما تھے اور احباب جھرمٹ ڈالے بیٹھے تھے خواجہ کمال الدین صاحب بھی موجود تھے۔ کاتب مضمون لکھ رہا تھا اور خواجہ صاحب اپنی نگرانی میں لکھوا رہے تھے۔ حضور نے پوچھا۔

"خواجہ صاحب مضمون کا کیا حال ہے"

"خواجہ صاحب نے عرض کیا "حضور کاتب لکھ رہا ہے"

حضور نے فرمایا۔

"خواجہ صاحب جلدی کیجئے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری صحت کا کیا حال ہے"۔ بہرحال مشیّت الٰہی میں جتنا حصّہ لکھا جانا مقدر تھا وہ جب تک پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا حضور کی وفات نہیں ہوئی[1]

حضور کا یہ آخری پیغام عوام تک پہنچانے کے لئے ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں رائے پرتول چند صاحب جج چیف کورٹ کی زیرِ صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں خواجہ کمال الدین صاحب نے "پیغامِ صلح" کا مطبوعہ مضمون نہایت بلند آواز اور مؤثر لہجے میں پڑھا جسے حاضرین نے بہت سراہا۔ اندرون ملک "پیغام صلح" کی مقبولیت اور پسندیدگی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود ہندوؤں نے اس کی تائید کی اور اس پر عمدہ رائے کا اظہار کیا چنانچہ اخبار "ہندو پیٹریٹ مدراس" نے لکھا "وہ عظیم الشان طاقت اور اعلیٰ درجے کی ہمدردی جو قادیان کے بزرگ کے اس آخری "پیغام صلح" سے ظاہر ہوتی ہے یقیناً ایک خاص امتیاز کے ساتھ اسے ایک عظیم الشان انسان ثابت کرتی ہے ... ایسی اپیل ایسے عظیم الشان انسان کی طرف سے یونہی ضائع نہیں جانی چاہیئے اور ہر ایک محبّ وطن

---

[1] تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۴۷

ہندوستانی کا مدعا ہونا چاہیئے کہ وہ مجوّزہ صلح کو عملی رنگ پہنانے کی کوشش کرے (بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۴۰ تا ۴۴۴)

ایک غیر مسلم دوست پی بی سنگھ نے لکھا کتاب "پیغام صلح" نے مجھ پر حیرت انگیز اثر کیا ہے۔ مَیں اسلام کو اچھا مذہب خیال نہیں کرتا تھا اسلام کے متعلق مسلمانوں کا جو تھوڑا بہت لٹریچر مَیں نے مطالعہ کیا ہے اس سے بھی مجھ پر یہی اثر ہوا تھا کہ اسلام جارحانہ مذہب ہے مَیں اسے کبھی رواداری کا مذہب نہیں سمجھتا تھا جیسا کہ اب سمجھتا ہوں" (بحوالہ الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء صفحہ ۲ کالم ۲) مسٹر برہم دت ڈیرہ دون نے لکھا "چالیس برس پیشتر یعنی اس وقت جبکہ مہاتما گاندھی بھی ہندوستان کے اُفق سیاست پر نمودار نہ ہوئے تھے (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی (آپ پر سلامتی ہو) نے ۱۸۹۱ء میں دعویٔ مسیحیت فرما کر اپنی تجاویز رسالہ "پیغام صلح" کی شکل میں ظاہر فرمائیں جن پر عمل کرنے سے ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور محبّت و مفاہمت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ لوگوں میں رواداری اخوت اور محبّت کی رُوح پیدا ہو بے شک آپ کی شخصیت لائقِ تحسین اور قابلِ قدر ہے کہ آپ کی نگاہ نے مستقبل بعید کے کثیف پردے میں سے دیکھا اور (صحیح) راستہ کی طرف رہنمائی فرمائی (اخبار فرنٹیئر میل ۲۲ دسمبر ۱۹۴۸ء بحوالہ "تحریک احمدیت" صفحہ ۱۲، ۱۳، مؤلفہ جناب مولوی برکات احمد صاحب

راجیکی قادیان) "پیغام صلح" کو مغربی ممالک میں بھی خاص عظمت و رفعت کی نگاہ سے دیکھا گیا چنانچہ مشہور انگریزی رسالہ ریویو آف دی ریویوز نے اس پر تبصرہ لکھا کہ یہ پیغام ایک سنہری پُل کا کام دے سکتا ہے جس پر سے ہو کر مسلمانانِ ہند قانون اساسی کے خیمہ میں پہنچ سکتے ہیں "پیغامِ صلح" شروع سے ہی تمام ہندوستانیوں کے ایک ہونے کو تسلیم کرتا ہے ... وہ بات جس سے اس کی خواہش کی سچائی ثابت ہوتی ہے کہ تمام نبیوں کو خدا کی طرف سے مان کر مذہبی اتفاق اور اتحاد کی بُنیاد رکھی جائے اس پیغمبر صلح کی یہ نرالی تجویز ہے"۔ (بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۳۸، ۴۴۰) [1]

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (خدا آپ سے راضی ہو) کا بیان ہے کہ "آپ (سیّدنا حضرت مسیح موعود) وسط صحن میں بستر پر بیٹھ کر آخری شام دیر تک مضمون لکھتے رہے تھے (پیغام صلح کا۔ ناقل) آپ کے چہرہ مبارک پر ایک خاص جوش اور ایک خاص سُرخی تھی اور قلم معمول سے زیادہ تر تیز تھا مجھے اس وقت آپ کے بیٹھ کر اس انہماک اور تیزی سے لکھنے پر اپنا خواب یاد آیا تھا جو میں آپ کو سُنا چکی تھی اور وہم آیا جس کو بار بار دِل سے دور کرنے کی کوشش کی تھی یہی خیال آتا تھا کہ اس خواب میں آپ اسی طرح بستر پر بیٹھے اس رنگ میں لکھ رہے تھے۔ میں نے لاہور آنے سے

---

[1] تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۴۸

کچھ عرصہ ہی پہلے خواب دیکھا تھا کہ

"مَیں نیچے اپنے صحن میں ہوں اور گول کمرہ کی طرف جاتی ہوں تو وہاں بہت سے لوگ ہیں جیسے کوئی خاص مجلس ہو۔ مولوی عبدالکریم صاحب دروازے کے پاس آئے اور مجھے کہا

۔بی بی جاؤ ابّا سے کہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ تشریف لائے ہیں۔ آپ کو بلاتے ہیں۔

مَیں اوپر گئی اور دیکھا پلنگ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) بہت تیزی سے لکھ رہے ہیں اور ایک خاص کیفیّت آپ کے چہرہ پر ہے پُر نور اور پُر جوش۔ مَیں نے کہا

"ابّا مولوی عبدالکریم کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ کو بُلا رہے ہیں" آپ نے لکھتے لکھتے نظر اُٹھائی اور مجھے کہا۔

جاؤ کہو "یہ مضمون ختم ہوا اور مَیں آیا"

ٹھیک یہی الفاظ تھے اور وہی نظارا میری آنکھوں میں اُس آخری شام کو پھر گیا۔ [۱]

۲۰ مئی کو جب کہ حضرت اقدس "پیغامِ صلح" کی تصنیف میں مصروف تھے آخری الہام ہوا کہ

اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ

---

[۱] تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۵۶

(یعنی کوچ کا وقت آگیا ہے ہاں کوچ کا وقت آگیا ہے اور موت قریب ہے) ... حضرت امّاں جان نے گھبرا کر حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) سے کہا کہ اب قادیان واپس چلیں۔ حضور نے فرمایا اب تو ہم اسی وقت جائیں گے جب خدا لے جائے گا۔ اور آپ بدستور "پیغام صلح" کا مضمون لکھنے میں مصروف رہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ سُرعت اور توجہ کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا بالآخر ۲۵ مئی کی شام کو آپ نے اس مضمون کو قریباً مکمل کر کے کاتب کے سپرد کر دیا۔ [1]

---

[1] تاریخ احمدیت جلد سوم ۵۵۱

سوال۔ پیغامِ صلح میں حضرت اقدس کے مخاطبین کون تھے اور ان میں کیا اقدارِ مشترک تھے؟

جواب۔ مُسلمان اور ہندو مخاطب تھے اور ان میں دو اقدارِ مشترک تھیں۔

۱۔ سب انسان کہلاتے تھے۔

۲۔ ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے پڑوسی تھے۔

سوال۔ ثابت کیجئے کہ "خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کے لئے آبِ حیات ہے"؟

جواب۔ خالقِ کائنات نے اپنی نعمتیں سب انسانوں کے لئے یکساں پیدا کی ہیں۔ کوئی انسان کسی بھی ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ کسی بھی مذہب کو مانتا ہو سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے سب کے لئے سورج چاند ستارے یکساں روشنی دیتے ہیں ہوا، پانی، آگ اور خاک دوسری فائدہ دینے والی چیزوں مثلاً اناج اور پھل سے سب انسان یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا کا اخلاق یہ ہے کہ وہ سب سے ایک سا سلوک کرتا ہے جو قوم خدا کے اخلاق کے مطابق عمل کرے گی اُس کو خدا کی تائید اور برکت حاصل ہوگی اور جو قوم اس کے خلاف کرے گی زندہ نہیں رہ سکے گی کیونکہ زندہ رہنے کا طریق وہی ہوتا ہے جو زندہ خدا کا طریق ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کے لئے ایک آبِ حیات ہے اور انسانوں کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے

کہ وہ خدا کے مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا سرچشمہ ہے۔

سوال۔ ۱۔ "خدا تعالیٰ تمام عالموں کا رب ہے"۔ الفاظ عالم اور رب کی تشریح کیجیے؟

۲۔ رب العالمین کی تشریح میں خدا کے اخلاق بیان کیجیے؟

۳۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیے۔

جواب۔ سورہ فاتحہ کی پہلی آیت کا مطلب ہے۔ تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔ عالم کے مطالب بہت وسیع ہیں اس میں مختلف قومیں، مختلف زمانے اور مختلف ملک بھی شامل ہیں۔ اور رب کا مطلب پالنے والا ترقی کے مناسبِ حال سامان مہیا کرنے والا ہے۔ رب العالمین کا مطلب ہے انسان کی جسمانی اور روحانی ترقی کے اسباب ہر قوم ہر زمانے اور ہر ملک کے لئے مہیا کرنے والا۔

یہود اور عیسائی نبوّت اور الہام کو اپنے خاندانوں تک محدود سمجھتے ہیں اسی طرح آریہ بھی خدا کی وحی اور الہام کو اپنے مذہب تک محدود سمجھتے ہیں۔ جب کہ وہ رب ہی کیا جو صرف یہود عیسائیوں یا آریوں کا رب ہو۔ رب تو وہ ہے جس نے ہر انسان کو جسمانی اور روحانی تربیت سے فیضیاب کیا۔ قرآن شریف میں ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ کہ کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہ بھیجا گیا ہو۔

خدا کا فیض عام ہے۔ وہ کسی قوم ملک یا زمانہ کے انسانوں کی حق تلفی نہیں کرتا۔ وہ ایسے وسیع اخلاق کا مالک ہے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور

روحانی فیضوں سے بے نصیب نہیں رکھتا۔

سوال۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں اتفاق کی ضرورت اور اہمیت پر نوٹ لکھیئے؟

جواب۔ اتفاق میں برکت ہے جس سے مشکلات حل ہوتی ہیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ ایک ملک میں سالہا سال اکٹھے رہنے کی وجہ سے دونوں کا وجود۔ دونوں کی بقاء کے لئے ضروری ہے اگر ایک قوم دوسری کی تباہی کی فکر کرے گی تو اس کی مثال اُس شخص کی ہے جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ اس لئے کینے اور بغض کو چھوڑ کر ایک دوسرے کی ہمدردی اور باہمی اتفاق سے دُنیا کی مشکلات کو کم کیا جاسکتا ہے۔ دُنیا پر طرح طرح کے عذاب نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے قحط، طاعون دوسری بلائیں ہر وقت مسلط ہیں۔ ان سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے باہم صلح ہو جائے اور ظلم و زیادتی چھوڑ دیں ورنہ ظالم قوم کی گردن پر باہمی عداوت کا گناہ ہوگا۔

سوال: ثابت کیجئے کہ گورو بابا نانک ہندوؤں اور مسلمانوں میں صُلح کرانے آئے تھے؟

سوال: قرآنِ پاک اور وید کی تعلیم میں کون سی قدرِ مشترک ہے؟

جواب: قرآنِ پاک میں خدا تعالیٰ کی ایک صفت کلیم بیان کی گئی ہے یعنی وہ کلام کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہو سکتی وہ پہلے بھی کلام کرتا تھا اب بھی کرتا ہے اور آئندہ بھی کرے گا۔ وید کے متعلق ہندوؤں میں ایسے بزرگ اوتار پیدا ہوئے ہیں۔ جن پر ویدوں

کے بعد بھی الہام ہو رہے ہیں۔ سری کرشن ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کے پیرو نہ صرف ان کو ملہم بلکہ پرمیشر (خدا) مانتے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہم کلام ہوتا تھا۔

گورو بابا نانک جن کے پیروکار چوبیس لاکھ سے زیادہ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اسلام سچا ہے۔ اس بات میں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ بابا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو خدائے عزوجل اپنی محبّت کا شربت پلاتا ہے۔ انہوں نے الہام کا دعویٰ کر کے نشان اور کرامات دکھا کے ہندوؤں کا یہ دعویٰ ردّ کر دیا کہ خدا وید کے بعد کلام نہیں کرتا۔ وہ ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھے وہ ہندو مذہب کے آخری اوتار تھے۔ وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صلح کرانے آئے تھے۔

(حضور فرماتے ہیں) خدا کی وحی اور الہام کا سلسلہ جاری ہے وہ خدا پہلے بولتا تھا۔ اب بھی بولتا ہے۔ اس کا ثبوت میں خود ہوں تیس برس سے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور صدہا نشانات دکھا چکا ہوں۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

سوال: الہامی کُتب کے مفہوم میں بگاڑ کیسے پیدا ہوتے ہیں؟

سوال: خدا تعالیٰ نے انسان کی روحانی تربیت کے کیا سامان پیدا فرمائے ہیں؟

جواب (ا) الہامی کُتب۔ خدا کی ذات عمیق در عمیق اور نہاں در نہاں ہے۔ وہ اپنے وجود کو ثابت کرنے اور انسان کی روحانی تربیت کے لئے کسی ایک کتاب پر کفایت نہیں کرتا بلکہ مختلف ملکوں میں سے نبی منتخب کرکے اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ وہ کھُلے خزانوں کا مالک ہے جو سورج سے مشرق و مغرب کو روشن کرتا اور بارش سے ہر ملک کو ضرورت کے مطابق سیراب کرتا ہے وہ انسان کے حق میں اتنا بخیل نہیں ہوسکتا کہ کسی ایک ملک قوم یا زبان تک محدود رہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ الہامی کتابوں پر جب زمانہ گزرتا ہے تو لوگ نادانی اور ذاتی اغراض سے کتاب پر اپنی طرف سے حاشیے چڑھاتے ہیں۔ جس سے ایک ہی مذہبی کتاب سے کئی مذہب جنم لے لیتے ہیں۔ پہلے زمانے میں ذرائع آمدورفت و رسل وسائل محدود ہونے کی وجہ سے قوموں کا آپس میں رُبط کم ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ لیا گیا کہ الہامی کتاب صرف اُنہیں کا نصیب ہے۔ خدا کا صدر مقام ہمیشہ انہیں کے ملک میں رہا ہے۔ مگر رب العالمین الہامی کُتب کو اصلاح و تربیت کے لئے کل عالم کے لئے نازل فرماتا رہا ہے۔

(۲) الہام و کلام الٰہی

رُشد و اصلاح کے لئے برگزیدہ بندوں سے کلام کا سلسلہ ہر ملک

ہر قوم اور ہر زمانہ میں جاری ہے۔ جس کی مثالیں سری کرشن، گورو بابا نانک اور خود حضرت مرزا غلام احمد مسیح و مہدی موعود ہیں۔ انبیاء، اوتار، مُصلح و بزرگ لوگ دُنیا میں رُوحانی تربیت کے لئے آتے ہیں۔ اور اس نعمت میں بھی کسی قوم ملک یا زمانے کی تخصیص نہیں۔

سوال: مذاہب میں اختلافات کیوں پیدا ہوئے؟

جواب: پہلے زمانے دُنیا میں ایسے گزرے ہیں کہ ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے اور ایک ملک دوسرے ملک کے وجود سے بے خبر تھے۔ ایسے میں جب کسی قوم کو خدا کی طرف سے کتاب ملی یا کوئی خدا کا رسول اور نبی آیا تو اُس قوم نے یہی خیال کیا کہ دُنیا میں یہ نعمتیں صرف اُسی کا نصیب ہیں۔ پھر جب قوموں کا آپس میں میل جول ممکن ہوا تو اپنی قوم کی برتری دلوں میں راسخ ہو چکی تھی۔ اور کوئی قوم دوسری قوم کی بزرگی تسلیم کرنے کی بجائے طاقت کے استعمال سے اپنا مقام قائم رکھنا چاہتی تھی۔ اس طرح مذہب میں اختلاف بڑھتے گئے۔ ان اختلاف میں صُلح کرانے والوں پر بھی الزام رکھے گئے مثلاً گوتم بدھ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ دُنیا کے قریب آنے سے اپنے مذہب کے علاوہ ہر مذہب کی تکذیب شروع ہو گئی۔ ژند و استا والوں نے سلسلۂ پیغمبری کو اپنے خاندان تک محدود بنایا۔ عبرانیوں نے ثابت کیا کہ خدا کی تخت گاہ صرف ملک شام ہے۔ اگرچہ یہ اصلاح بنی اسرائیل تک محدود رہی اور انہیں کے خاندان پر الہام اور خدا کی وحی کی مہر لگ گئی۔

آریہ ورت کی رُو سے پرمیشر صرف آریہ ورت کا ہی راجہ ہے۔ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ خدا کبھی اُن بیچاروں کو بھی یاد کرسکتا ہے کہ جنہیں وہ اُن کے خیال میں پیدا کر کے بھول گیا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے ہر مذہب کی تکذیب ہتک اور بے عزتی کی گئی۔ اور ان کی کتابوں رسولوں کی توہین ہوئی۔

سوال: مسلمانوں کے نزدیک رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے؟

جواب: مسلمان اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں بناتے مگر آنجنابؐ کو تمام برگزیدہ انسانوں سے بزرگ تر جانتے ہیں۔ ہر سچا مسلمان کسی سے صرف اسی صورت میں صُلح کرسکتا ہے جب اُن کے پاک نبیؐ کی نسبت گفتگو ہو تو عزّت و احترام سے پاک لفظوں میں انہیں یاد کیا جائے مسلمان دوسرے مذاہب کی توہین نہیں کرتے۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وید انسان کا افتراء نہیں اُس کی تشریحیں انسانی سوچ کا نتیجہ ہیں۔

سوال: حضرت اقدس نے ہندوؤں کے سامنے صلح کیلئے کیا تجویز رکھی؟

جواب: حضور فرماتے ہیں "ہندو اور آریہ صاحبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہ ہوگی ہندو صاحبان کی خدمت

میں ادا کریں گے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر دیں۔"

سوال: اقرار نامے کے لئے آپ نے کیا مضمون تجویز فرمایا؟

جواب: "ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوّت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسبِ حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہیں احمدی سلسلہ کے پیش رو کی خدمت میں پیش کریں گے۔"

سوال: ہندوؤں اور مسلمانوں میں دیرپا صُلح کس طرح ممکن ہے؟

جواب: ہندو اور مسلمان میں ایک اختلاف سیاسی ہے کہ وہ حکومت کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ حصّہ دار بننا چاہتے ہیں مسلمان اُن کا اس لئے ساتھ نہیں دیتا کہ اس طرح فائدہ صرف ہندوؤں کو ہوگا۔ اُن کی کوششوں میں سدِّ راہ بن کر رنجش میں اضافہ ہوا۔ مگر یہ اصل اختلاف نہیں ہے۔ اصل اختلاف مذہبی ہے۔ اگر دونوں کا مذہب ایک ہو جائے تو کوئی اختلاف نہ رہے۔ دیرپا صلح صرف اس طرح ممکن ہے کہ مسلمان وید اور وید کے رشیوں کو سچّے دل سے خدا کی طرف سے قبول کرلیں اور ہندو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی تصدیق کریں۔ اس کے لئے سچّی ہمدردی اور خیر خواہی ضروری ہے۔ ہم یہ بھی

کرسکتے ہیں کہ گائے جو اگرچہ حلال ہے مگر ہم بعض حلال چیزیں بھی استعمال نہیں کرتے ہم گائے کا ذبیحہ نہ کریں دلجوئی کرنا ہمارے مذہب میں شامل ہے ان سب باتوں کے ساتھ یہ ہے کہ ہمارے پیارے رسولؐ کی کما حقہٗ تعظیم کی جائے کیونکہ

"ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صُلح کرسکتے ہیں لیکن اُن لوگوں سے ہم صلح نہیں کرسکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں"

دیرپا صلح کے لئے اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں" (سورہ الانعام)

سوال ۶ : آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور بعثت کے مقاصد پر بحث کیجئے؟

جواب : آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ رسول ہیں جن کی درگاہ پر خدا نے بیس کروڑ انسانوں کا سر جھکا رکھا ہے۔ عظیم الشان بادشاہ اُس کی غلامی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسندِ رسالت کو اپنے وجود سے عزت دی جہالت کی تاریکی کسی سورج کی متلاشی تھی۔ بیمار انسانیت کسی طبیب کی متمنّی تھی۔ قرآنی الفاظ میں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی جنگل بھی بگڑ گئے تھے اور

دریا بھی بگڑ گئے تھے مشرقی اور مغربی آریہ اور عرب ریگستان اور جزیروں میں رہنے والے سب بگڑ گئے تھے۔ اُس وقت پیارے **خدا** نے پیارا حبیبؐ بھیجا۔

عرب ناقابلِ بیان ذلیل جرائم میں مُبتلا تھے آنحضورؐ نے اپنی باطنی توجہ سے وحشیانہ حالت سے انسان اور پھر مہذب انسان بنایا۔ پھر اُن کو باخدا انسان بنایا آخر وہ خدا کی محبّت میں ایسے محو ہوئے کہ ہر قسم کا ظلم برداشت کیا مگر اُسی کے دامن سے وابستہ رہے۔ یہ فوق العادت تبدیلی پیدا کرنا اُن کے سچّے اور خدا کی طرف سے ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

سوال: اس الزام کو غلط ثابت کیجئے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟

جواب: آنحضورؐ نے جب اسلام کا پیغام دینا شروع کیا تو وہ ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ غریبی مسکینی اور تنہائی کی حالت میں تھے۔ اُس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپؐ پر ایمان لائے۔ تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا اور مدد طلب کی گئی تھی۔ آپؐ تو یتیم تھے خدا کے سوا کوئی متکفل نہ تھا آپؐ نے بکریاں چرائیں۔ آپؐ اُمّی تھے حرف اور پلیٹھ نہیں جانتے تھے۔ چالیس برس کی عمر میں رسول بنائے گئے تو مخالفین نے جینا دوبھر کر دیا۔ چھُپ چھُپ کر ہجرت کرنی پڑی جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا تو خدا نے۔ جو اپنے بندوں پر رحم کرتا

ہے اپنے رسول کو جہاد کی اجازت دی بے شک خدا حلیم ہے مگر جب کسی قوم کی شرارت حد سے گزر جاتی ہے تو وہ ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑتا اور آپ ان کے لئے تباہی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اس جہاد کو تلوار کے زور سے اسلام پھیلانا نہیں کہتے

قرآنی تعلیم ہے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن ۔ دین میں جبر نہیں اور آنحضورؐ قرآنی تعلیم کے پاسدار تھے۔

مسلمان ہو کر لوگوں کو کیا ملتا تھا ظلم ابتلا امتحان اور سزائیں۔ جبر سے مسلمان ہونے والے اتنا صدق اور ایمان نہیں رکھتے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا پیغام دینے کے لئے سر کٹاتے پھریں۔

سوال: اسلام کی تعلیم کیا ہے؟

جواب: اسلام کا بڑا بھاری مقصد خدا کی توحید اور جلال زمین پر قائم کرنا اور شرک کا بکلّی استیصال کرنا اور تمام متفرق فرقوں کو ایک کلمہ پر قائم کر کے اُن کو ایک قوم بنا دینا ہے۔ قرآن شریف میں ہے

قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

یعنی لوگوں سے کہہ دے کہ مَیں تمام دُنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

حضرت عیسیٰؑ بھی سچے تھے اور حضرت موسیٰؑ بھی۔ اُن کی تعلیمات میں اُس کے زمانے کا لحاظ رکھا گیا تھا۔ اسلام نے افراط اور تفریط کو ختم کر کے مناسب حال تعلیم دی یعنی "بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی جائے"